بسلسلہ، مولانا عبید اللہ سندھی کا دارالعلوم دیوبند سے اخراج

(چوتھی قسط)

(۱۱)

خفیہ مراسلہ سیکریٹری گورنمنٹ یوپی بنام سیکریٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

۹ جنوری ۱۹۱۶ء

بحوالہ ڈی او نمبر ۱۹۳۹ مرقومہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۵ء

میں آپ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ حکومت (بمبئی) کو تار دے دیا گیا ہے کہ:

۵ محمود حسن اور خلیل احمد امکانی طور پر اس بحری جہاز پر ہیں جو کویت سے ۱۰ جنوری ۱۹۱۶ء کو بمبئی پہنچ رہا ہے[۱]

حوالہ: گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈیپارٹمنٹ، پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ پہ سیدنگز جنوری ۱۹۱۶ء نمبر ۲۷، صفحہ ۲۰

[۱] حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو ایس ایس اکبر جہاز سے حج کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ بات پولیس کے علم میں نہیں تھی کہ حضرت کچھ عرصہ عرب میں قیام فرمائیں گے اس لیے وہ جنوری ۱۹۱۶ء میں آپ کی واپسی کی متوقع تھی لیکن فروری میں مولانا مطلوب الرحمن اور ستمبر ۱۹۱۶ء میں مولانا خلیل احمد (صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور) ان کی اہلیہ، حاجی مقبول احمد اور سید ہادی حسن حج سے فراغت کے بعد تشریف لائے ستمبر میں آنے والوں کو بمبئی میں روک لیا گیا ان کے بیان لیے گئے اور دو تین روز کے بعد انھیں نینی تال لے جایا گیا نینی تال میں تینوں بزرگوں کو الگ الگ رکھا گیا اور ہر ایک سے متعدد بیانات لے گئے اب مولانا مطلوب الرحمن (مولانا حبیب الرحمن عثمانی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا شبیر احمد عثمانی مدرس دارالعلوم کے بھائی) کو بھی نینی تال بلا کر شامل تفتیش کر لیا گیا۔ دیوبند اور سہارنپور میں اطلاع پہنچی تو شمس العلماء مولانا محمد احمد اور مولانا حبیب الرحمن عثمانی کی سفارش یا ضمانت پر مولانا خلیل احمد، حاجی مقبول احمد اور مولانا مطلوب الرحمن عثمانی کو چھوڑ دیا گیا چونکہ سید ہادی حسن سے نہ کوئی خاص بات معلوم ہوئی تھی نہ آئندہ کے لیے کوئی اطمینان بخش وعدہ ہاتھ آیا اس لیے انھیں اس وقت نہیں چھوڑا گیا اور انھیں "ایک عرصے کی نظر بندی" کے بعد رہائی ملی۔ دیگر حضرات سے جو معلومات کسی طرح حکومت کو حاصل ہو گئی تھیں ان کی بنیاد پر تقریباً تین درجن افراد کے بیانات لیے گئے، ان کے گھروں کی تلاشیاں لی گئیں اور محدود اور طویل نظر بندیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے "شیخ الہند مولانا محمود حسن محدث دیوبندی کے مختصر سوانح اور حالات اسیری" از انجمن اعانت نظر بندان اسلام، دہلی ۱۹۱۸ء)

حکومت بمبئی کو باخبر کر دیا گیا ہے کہ شمالی ہند کے مسلمانوں کی اکثریت ان دونوں کی بے حد عزت اور احترام کرتی ہے۔ اس موقع پر ان کی گرفتاری اور نظر بندی مسلمانوں کے حلقوں میں اضطراب اور بے چینی کا سبب بن سکتی ہے۔ حکومت بمبئی اس صورت حال سے بچنا چاہتی ہے اور تجویز کرتی ہے کہ ان لوگوں کے پہنچنے پر ان کی سختی سے تلاشی لی جائے اور اگر کوئی قابل مواخذہ چیز برآمد نہ ہو تو ان پر سخت نگرانی رکھی جائے اور ان کا جہاں جانے کا ارادہ ہو، وہاں تار کے ذریعے مطلع کر دیا جائے۔

٥ آپ نے اپنے ڈی او نمبر ۴۷۹۴ مرقومہ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۵ء میں خطرہ ظاہر کیا ہے کہ محمود حسن سرحد کی طرف چلے جائیں گے، اس لیے ہز آنر نے حکومت بمبئی کو تار دے دیا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ان کی مجوزہ طور پر سخت تلاشی لی جائے اور پھر انڈیا آرڈیننس کی خلاف ورزی کے الزام میں انھیں پولیس کے زیر حراست الہ آباد پہنچا دیا جائے۔

٥ تجویز کیا جاتا ہے کہ حکومت کے احکام کے مطابق ضروری کارروائی کی جائے۔ آئندہ کارروائی کا تعلق ان کی تلاشی کے نتیجے پر منحصر ہوگا اور الہ آباد میں تفتیش کی جائے گی۔

٥ الہ آباد میں محمود حسن اور خلیل احمد کو فی الحال سول جیل میں زیر حراست رکھا جائے گا۔

(۲۵)

(مولانا) محمود حسن کے بارے میں کلکٹر سہارنپور کی خفیہ رپورٹ جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئی

۱۔ دیوبند کے شمس العلماء مولوی محمد احمد نے کل یہ اطلاع دی ہے کہ:

٥ ہیڈ ماسٹر (شیخ الحدیث۔ صدر المدرسین) کا خط موصول ہوا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ انھوں نے (مولانا محمود حسن نے) مدینہ میں انور پاشا سے ملاقات کر لی اور وہ ان سے معاملات طے پاتے ہی دیو بند واپس آجائیں گے۔ ان کے مقاصد یہ ہیں:

الف: اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سرحد پر گڑبڑ پیدا کرنا

ب، ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف نفرت کو ہوا دینا[1]

حوالہ، گورنمنٹ آف انڈیا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ۔ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ۔ پروسیڈنگز۔ جنوری ۱۹۱۶ء نمبر ۴۷۔

[1] الحمد للہ! ان تمام مراسلات اور گورنمنٹ کی رپورٹوں میں حضرت شیخ الہند کی سیاسی کارگزاریوں اور خدمات قوم و وطن کا کیسا بین اور مبرہن ثبوت دشمن کے قلم سے پہنچا ہے۔

۲۔ انھوں نے بتایا کہ

○ استنبول اور ہندوستان میں غیر وفادار مسلمانوں کے درمیان ریڈ سی (بحراحمر) جانے والے بحری جہازوں کے عملے کے ذریعے کافی خط وکتابت ہوچکی ہے۔

○ بلغاریہ کے جنگ میں شامل ہونے اور غیر متوقع طور پر سربیا کے اتنی جلدی پسپا ہوجانے کی وجہ سے غیر وفاداروں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔

۳۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر انصاری اور ان کے رشتہ دار (بھائی حکیم) عبدالرزاق اپنے حلقۂ احباب میں یہ پھیلا رہے ہیں کہ:

الف، وہ (شمس العلماء) حکومت کو اطلاعات فراہم کررہے ہیں۔

ب، لیفٹننٹ گورنر سے ہیڈ ماسٹر (صدر مدرس مولانا محمود حسن) کی نظر بندی کی سفارش کی تھی، جسے وائسرائے نے مسترد کردیا[1]

ج، ان امور کی تصدیق سیکریٹریٹ کے ذرائع سے کرلی گئی ہے۔

۴۔ ہیڈ ماسٹر (صدر مدرس) نے اس قدر اثر ورسوخ کس طرح پیدا کرلیا؟ اس سوال کے جواب میں انھوں نے بتلایا کہ:

الف، ان کی عمر (۷۰ سال) کی بزرگی۔

ب، ان کی قابلیت اور ان کا تقدس

ج، اور یہ کہ وہ شمس العلماء کے والد مولانا محمد قاسم کے سر برآوردہ شاگرد ہیں شمس العلماء کے والد خود بھی سر برآوردہ مولوی تھے۔ جنھوں نے پچاس سال قبل دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی تھی۔

د، ان کا دارالعلوم دیوبند سے تعلق (بہ قول ان کے یہ ہندوستان میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے)

---

[1] اس وقت جب حضرت شیخ الہند وطن میں تھے تو بلاشبہ حضرت شمس العلماء کی اس تجویز کو نظر انداز کردیا گیا تھا لیکن جب حضرت شیخ ملک سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت کی کارگزاریوں کے ثبوت سامنے آئے تو شمس العلماء کے مشورے اور ان کی اس کی اصابت کو محسوس کیا گیا اور حضرت کو گرفتار کرنے اور قید کردینے میں بالکل تاخیر نہیں کی گئی کیا اس حقیقت کے انکشاف کے بعد بھی اس امر میں شبہ کیا جائے گا کہ حضرت شیخ الہند کو شمس العلماء نے گرفتار نہیں کروایا تھا؟

۵۔ ان کا (شمس العلماء کا) کا بیان ہے کہ یہ آدمی (محمود حسن) ترش مزاج اور غیر مصالحانہ طبیعت کا مالک ہے[1]

(۲۶)

کلکٹر سہارنپور کی خفیہ انفارمیشن حکومت ہند کے لیے

۱۔ شمس العلماء محمد احمد نے اطلاع دی ہے کہ

ہیڈ ماسٹر (صدر مدرس مولانا) محمود حسن تاحال عرب سے واپس نہیں آئے ہیں۔

ڈاکٹر انصاری کے بھائی عبدالرزاق کبھی کبھی مطلوب الرحمٰن سے دیوبند ملنے آتے ہیں۔ مطلوب الرحمٰن کنوئیں کھودنے کے شعبے میں ہیں[2] اور آج کل رخصت پر ہیں۔

یہ شخص (مطلوب الرحمن) بھی ہیڈ ماسٹر (صدر مدرس کے ساتھ عرب گیا تھا اور تقریباً ایک ماہ قبل لوٹ آیا ہے[3]

---

[1] شمس العلماء نے بہت صحیح فرمایا ہے کہ حضرت واقعی ترش مزاج اور غیر مصالحانہ طبیعت کے مالک تھے لیکن انگریز یعنی قوم و وطن کے دشمن کے مقابلے میں! اپنے دوستوں، بزرگوں اور خردوں کے لیے نہایت مخلص، بہت شفیق اور مہربان تھے گویا اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی عملی تفسیر تھے۔ انگریزوں کے مقابلے میں حضرت کے مزاج کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ مولانا محمد طاہر نے پوچھا: حضرت! انگریزوں کی کوئی چیز اچھی بھی ہے؟ جواب دیا: ہاں! ان کے گوشت کے کباب بہت لذیذ ہوں گے۔

حوالہ: گورنمنٹ آف انڈیا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ۔ پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ، پروسیڈنگز۔ جنوری ۱۹۱۶ء نمبر ۴۷۔

[2] ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کا ایک شعبہ۔

[3] مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانی کے دوسرے بھائی بھائی مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی (نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند)، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی (مفتی و مدرس دارالعلوم) اور شبیر احمد عثمانی (مدرس دارالعلوم) تھے آخرالذکر تینوں بھائیوں کا تعلق شمس العلماء پارٹی سے تھا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کے بارے میں سی آئی ڈی کی رپورٹ (ریشمی خطوط سازش کیس کی ڈائرکٹری کون کیا ہے؟ میں ہے کہ شبیر احمد شروع میں (مولانا) عبید اللہ (سندھی) کے ساتھ دوستی رکھتے تھے لیکن بعد میں سخت دشمن ہوگئے اور دیوبند سے ان کے اخراج کے خاص ذمہ دار رہی ہیں۔" مولانا مطلوب الرحمٰن عثمانی شروع سے حضرت شیخ الہند کی

ہ یہ دولوں (عبدالرزاق اور مطلوب الرحمٰن) بلقان میں جرمنوں کی فتوحات کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ جنگ کا فیصلہ ہندوستان میں ہوگا۔ ہندوستان میں جو حفاظتی انتظامات کی کمی ہے اس کا عبدالرزاق مذاق اڑاتا رہتا ہے۔

۲. شمس العلماء نے مزید بتلایا کہ

ہ ان کا (شمس العلماء کا) اپنا فرستادہ عبدالاحد کشمیری جسے انھوں نے مولانا محمود حسن کے ساتھ ان کے حالات کی جاسوسی کے لیے عرب بھیجا تھا۔ گزشتہ ماہ مطلوب الرحمٰن کے ساتھ ہندوستان لوٹ آیا ہے۔

ہ اس نے (عبدالا[illegible]) [illegible] ہے کہ ہیڈ ماسٹر (صدر مدرس مولانا محمود حسن) کی ملاقاتیں انور پاشا کے ساتھ جنھیں استنبول کی طرف سے خلیفہ کا نمایندہ مقرر کیا گیا ہے۔ ایک ہفتہ جاری رہیں۔

ہ اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ چالیس پچاس ہزار فوجی ترکوں کی سربراہی میں مکہ کے قریب جمع ہوئے اور طائف کے راستے مشرق کی طرف روانہ ہوئے ہیں تاکہ استنبول میں ہماری فوج کے مواصلاتی نظام کو منقطع کر دیں۔

میرے خیال میں طائف پہاڑوں پر واقع شہر ہے جو مکہ سے دو منزل کے فاصلے پر ہے۔

بقیہ: صفحہ گزشتہ:

انقلابی جماعت سے تعلق رکھتے تھے، لیکن حج سے واپسی گرفتاری اور شمس العلماء کی سفارش و ضمانت پر رہائی کے بعد انھوں نے حضرت شیخ الہند کی جماعت سے اپنا تعلق ختم کر دیا تھا اگرچہ شمس العلماء پارٹی میں پھر بھی شامل نہیں ہوئے نہ حضرت شیخ الہند اور ان کی جماعت کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کیا۔ ان بزرگ نے دو عثمانی خاندان کی سیاست سے بھی بہت کم تعلق رکھا۔ اپنے بھائیوں میں وہ شاید سب سے شریف تھے اور اخلاقی سطح بلند رکھتے تھے۔